حضرت مولانا محمد یوسف صاحب احیاء العلوم ماموں کانجن ضلع لائل پور
رکن اعزازی ادارۃ الحق

ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی

کا

ماڈرن اسلام

ایک نظر میں

صرف نغمے ہی نہیں سے بھی بدلنی ہوگی
باغبانوں نے سُنا ہے کہ چمن بیچ دیا
نام دے کر جسے "مذہب" کا رکھا تھا محفوظ
دورِ حاضر نے وہ "خشورِ کہن" بیچ دیا (احسان دانش)

آج سے ساڑھے گیارہ سو سال پیچھے کا منظر تاریخ کی دوربین سے ماضی کے جھروکے میں جھانک کر دیکھو تمہیں اس وقت کے "عقلیت پرستوں" کا کھڑا کیا ہوا ایک فتنۂ عریاں ناچتا نظر آئے گا۔ اس فتنہ نے کتنے اہل اللہ کا خون اپنے سر لیا، خدا کے کتنے مقبول بندوں کو آزمائش میں ڈالا، علم و عمل اور زہد و تقویٰ کی کتنی شمعیں گل کیں، تاریخ کے پارینہ اوراق سے دریافت کرو، وہ تمہیں یہ تمام دردناک داستان بڑے کربناک انداز میں سنائیں گے۔ یہ فتنہ جسے فلسفۂ یونان کے توشہ دان سے غذا مہیا کی جاتی تھی۔ اور طرح طرح کے رنگین عنوانات سے جس پہ کفر و اسلام اور ایمان و شرک کے فتوے صادر کئے جاتے تھے۔ اور مطلق العنان خلافت کی پوری قوت جس کے نافذ کرنے اور زبردستی لوگوں کے سر منڈھنے میں مصروف تھی۔ اس کا نام فتنۂ "خلقِ قرآن" تھا۔ اور اس فتنہ سے پنجہ آزمائی کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کے سرخیل حضرت امام احمد بن حنبلؒ تھے۔ اپنے تمام جبروتی جاہ و جلال کے باوجود اس فتنہ کو اپنی موت آپ مرتے ہوئے دیکھا گیا، اور وہ اہلِ حق جنہیں جبر و تشدد کی چکی میں پیس دینے

کا فیصلہ کر لیا گیا تھا، سب نے دیکھا کہ ان کی "حق کوشی" نے انہیں ابدی زندگی کا وارث بنا دیا۔ ؎ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

تاریخ اپنے آپ کو دہرانے کی بڑی مدت سے عادی ہو چکی ہے، آج اسی عقلیت اسی فلسفہ، اسی رنگینی، اسی آب و تاب اور اسی قوت و جبروت کے ساتھ ایک فتنہ تمام ممالک اسلامیہ میں کھڑا کیا گیا ہے، جسے خلق قرآن نہیں بلکہ بعد میں آنے والا مورخ "فتنۂ خلق اسلام" کا نام دے گا، اور جسے فلسفۂ یونان سے نہیں بلکہ "فلسفۂ مغرب" کے علمی ذخائر سے غذائی رسد مہیا کی جاتی ہے، میں آج چراغ تمنا لے کر کسی احمد بن حنبل کی تلاش میں نکلا ہوں جو اپنے نحیف بدن پر کوڑوں کی ضربیں برداشت کر جاتے، لیکن اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے موت کے گھاٹ اتار دے، میں آج کسی احمد بن نصر کو ڈھونڈنے چلا ہوں، جس کی لاش تختۂ دار پر مسلسل چھ سال تک لٹک کر یہ اعلان کر سکے کہ

"اسلام حادث نہیں، قدیم ہے، یہ قرون وسطیٰ کی پیداوار نہیں، خدا کا نازل کردہ ہے۔"

اسی کے ساتھ میں ان دوستوں کو جنہوں نے اس فتنہ کے قبول کر لینے پر آمادگی اختیار کر لی ہے۔ یا اس کے خلاف سکوت مصلحت آمیز کا پرامن راستہ تجویز کر لیا ہے۔ کسی کا یہ پیغام دینے چلا ہوں —— فریق اوّل کو یہ کہ ؎

تم نے مغرب سے خریدے ہیں ذخیروں کے جہاز تم نے خود کو کب تقدیر وطن بیچ دیا

اور فریق دوم کو یہ کہ ؎

کوئی دیوانوں سے پوچھے یہ خوشی کیسی کیا کہیں نعرۂ "بت خانہ شکن" بیچ دیا (احسان دانش)

دور جدید کے جس فتنۂ جدید کا ذکر آپ کے سامنے لایا گیا، اسے جدید اصطلاح میں تجدد پسندی کہا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں اس تجدد پسندی کا تنظیمی مرکز ادارۂ تحقیقات اسلامیہ (راولپنڈی) ہے، خبر ملی ہے، کہ ادارۂ تحقیقات اسلامیہ نے "اسلامی قانون" کے موضوع پر ایک جامع کتاب کی تدوین کا فیصلہ کر لیا ہے، اس لئے وقت کی نزاکت کے پیش نظر ہمیں چند مختصر لیکن ذرا صاف صاف باتیں عرض کر دینی چاہئیں۔

۱۔ ادارۂ تحقیقات کا اسلام

اگر یہ صحیح ہے کہ کسی ادارہ کے اعتقادی یا بد اعتقادی، مقبولیت یا مردودیت، افادیت یا لغویت و کشش یا نفرت کا مدار اسکی عمارتی نمائش، در و دیوار، فرش فروش، ساز و سامان اور کتاب خانہ یا

لائبریری پر نہیں ہوتا، بلکہ اس بارے میں اصل چیز اس کے اقدار، اسکی روایات، اس کا طرزِ فکر اور طرزِ عمل ہوا کرتا ہے، اور پھر ان تمام امور کا انحصار اس کے رجال کار، عملہ، اور مجلس ادارت پر ہوا کرتا ہے۔ تو ہمیں اعتراف کرنا چاہیئے، کہ ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کی پنج سالہ کارکردگی اور اسکی اقدار و روایات، امت مسلمہ کا اعتماد حاصل کرنے میں ناکام رہی ہیں، اس ادارہ نے جن ڈاکٹروں، پروفیسروں اور مفکرین کی جماعت اپنی ادارتی تشکیل کے لئے منتخب کی ہے۔ نہ ان کو امت پر اعتماد ہے، نہ امت کو ان پر اعتماد ہے، نہ ان کے نزدیک امت کا اسلام صحیح ہے، نہ امت کے نزدیک ان کا "جدید اسلام" قابل قبول ہو سکتا ہے۔ وہ امت کے تمام عقائد کو بیک جنبش قلم غلط اور توہم پرستی قرار دیتے ہیں۔ اور امت ان کے نظریات کو "استاذِ مغرب" سے حاصل کردہ بتلانے پر مجبور ہے۔ ان کے نزدیک پوری امت کا فہم حجت نہیں، اور پوری امت اس فیصلہ میں اپنے آپ کو حق بجانب تصور کرتی ہے۔ کہ خود ان ہی کا فہم مسخ شدہ ہے، الغرض وہ امت کی کسی چیز کو صحیح ماننے کیلئے تیار نہیں، اور امت کے نزدیک ان کی تحقیق ناقابل تسلیم ہے، یہی وجہ ہے کہ اس ادارہ کی طرف سے "ترجمانی مغرب" کے مظاہرے تو بارہا ہوتے رہے ہیں، لیکن "ترجمانی اسلام" کے بارے میں اسکی روش انتہائی حد تک مایوس کن بلکہ تباہ کن رہی ہے۔ اس ادارہ کے "ارباب فکر و نظر" نے تجدد پسندی اور اسلام کی نئی تشریح و تعبیر کی دریافت کیلئے تحریف و الحاد کا جو وسیع جال پھیلایا ہے۔ اور اس کے لئے قرآن و سنت کے علاوہ اسلام اور اسلامی تاریخ کو جس بھونڈے انداز میں مسخ کیا ہے، اگر اسے یکجا کر دیا جائے تو ایک ضخیم "کتاب التحریف والالحاد" مرتب کی جا سکتی ہے، اس مختصر مقالہ میں اس "دفتر تحریف" کا اجمالی تعارف بھی آسان نہیں، لیکن پھر بھی بحکم مالا یدرک کلہ لایترک کلہ (جس چیز کو تمام حاصل نہ کیا جا سکے، اسے بالکلیہ ترک بھی نہیں کیا جا سکتا) ضروری ہے کہ چند تحریفی نمونے امت مسلمہ کے سامنے رکھ دیئے جائیں، تاکہ امت اس "فتنۂ خلق اسلام" سے پوری طرح آگاہ ہو سکے، اور علمائے امت کے لئے "قدیم اسلام" کو یکسر مشکوک قرار دینے والے "پنج سالہ کودک نادان" کے بارے میں ایمان و کفر کے شرعی فیصلہ میں آسانی پیدا ہو جائے۔

اسلام کا مفہوم سب سے پہلے خود "اسلام" کو لیجئے، ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کا آرگن "فکر و نظر" اٹھا کر دیکھیئے "موجودہ سو سالہ اسلام" کے بارے میں آپ کو جگہ جگہ "روایتی اسلام"، "راسخ العقیدہ گروہ کا اسلام"، "تشکیلی دور کے بعد کا اسلام"، "روائتی طرز فکر" "قدامت پسندی" اور روایت پرستی کے الفاظ ملتے چلے جائیں گے۔ جس سے واضح ہوتا ہے، کہ یہ ادارہ سرے

سے اس اسلام کا قائل ہی نہیں، بلکہ اسے قرونِ وسطیٰ کی مخلوق تصور کرتا ہے۔ اسی مناسبت سے ہم نے اس فتنہ کا نام "مخلوق اسلام" رکھا۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے دارالافتاء سے اس "پارینہ اسلام" کے بارے میں یہ فتویٰ صادر کیا جاتا ہے :

"مسلمہ عقاید کے حامیوں کے پاس اسلام مزدور نگ رہا مگر کس حال میں۔ ؟ محض پوست، مغز سے محروم، ایک ظاہری رسمی ڈھانچہ، روح سے عاری۔" (فکر و نظر جلد ۲ ش ۳ ص ۱۵۳)

اور یہ کہ :

"اسلام غلو کے دو پاٹوں میں پس گیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قانونِ مبرم تھا جو راسخ العقیدہ گروہ کو اس بات پر مجبور کر رہا تھا کہ وہ تبرتی فکر کو نیست و نابود کر دے۔" (حوالہ بالا ص ۱۵۸)

مزید برآں یہ کہ :

"اگر قدامت پسندی اپنی روشن ضمیری سے محروم ہو جائے، تو تمام تمدنی ڈھانچے کا تباہ ہو جانا یقینی ہے۔ بدقسمتی سے اسلام پر یہی بپتا گذری۔" (جلد ۲ ش ۱ ص ۱۱)

چونکہ یہ چہاردہ صد سالہ پیر کہن اسلام تجدد پسند ادارۂ تحقیقات کے نزدیک "آزاد بے باکانہ زندگی" میں حارج ہوتا ہے۔ اس لئے زندگی پر سے اسے اپنی گرفت ڈھیلی کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے، اور لادینیت (سیکولرزم) کی دعوت دی جاتی ہے۔

"اگر روایتی مذہبی تصورات و اعمال خالص دنیوی جدید عقلیت اور سائنسی ذہنیت سے نہایت سختی سے الگ رکھے جائیں تو وہ کتنی دور تک اور کتنی گہری قابلِ قبول ہو سکتی ہے۔؟ یہ سوال کافی سوچ میں ڈالنے والا ہے۔ تجربہ یہ بتاتا ہے۔ کہ یہ کبھی قابلِ قبول نہیں ہو سکتی جب تک کہ مذہب کو قطعی طور سے زندگی پر اپنی گرفت ڈھیلی کرنے کی اجازت نہ دی جائے:"

(جلد ۲ ش ۱ ص ۱۵)

گویا جب تک مسلمان، مسلمان رہیں گے اس وقت تک وہ جدید ترقی سے محروم رہیں گے۔ البتہ جب مذہبِ اسلام کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا، اس دن انہیں ترقی نصیب ہوگی۔ اس مقصد کے پیشِ نظر ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی نے "روایتی اسلام" کی جگہ "ماڈرن اسلام" پیش کیا اور اسکی ماڈرن تعبیر بھی کر ڈالی، یعنی :

"اسلام چند مثالی معیارات اور نصب العینوں کا نام ہے۔ جن کو مختلف معاشرتی مظاہر اور

احوال میں ترقی پسندانہ طور پر عملی جامہ پہنانا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام کو صحیح طور پر سمجھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے اپنے عملی اظہار کے لئے ہمیشہ نو بنو اور تازہ بتازہ شکلیں تلاش کی ہیں اور وہ اسے ملتی رہی ہیں۔" (جلد ۲ ش ۱۱ ص ۶۹۶)

یہ گرگٹ کی طرح ہر لحہ نو بنو اور تازہ بتازہ شکلیں تبدیل کرنے والا اسلام، ادارۂ تحقیقات اسلامی کے مفکروں نے کہاں سے ڈھونڈ نکالا۔! کیا قرآن، سنت سے۔؟ یا کسی امام و فقیہ یا کسی صحابی و تابعی کے قول سے۔؟ جی نہیں: بلکہ تاریخ ثقافت اسلامی کے بعض نامور غیر مسلم محققین نے جیسے کہ جی فان گروبون ہیں۔ یہ نقطۂ نظر پیش کیا ہے۔" (جلد ۲ ش ۱۲ ص ۷۷۹)

اور ان ہی بعض نامور غیر مسلم محققین سے سیکھ کر ادارۂ تحقیقات اسلامی نے اسے تجدد پسندی کے نقار خانہ میں شامل کر لیا، تاکہ دور حاضر کے جس نظریۂ حیات کی شکل میں دل چاہے اسلام کو تبدیل کیا جاتا رہے۔ گویا ع خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

۲- خدا تعالیٰ، وحی اور قرآن

۱- علم الٰہی | اب اس اسلام جدید یا ماڈرن اسلام کے چند اصول و فروع ملاحظہ فرمائیے ـــ "خدائے عالم الغیب والشہادۃ کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا کہ اسے صرف اسی قسم کی پیشگوئی کا حق ہے" جس قسم کی پیشگوئی ایک عام آدمی اپنی دانش و بینش اور تاریخی بصیرت کی بناء پر کر سکتا ہے۔" اس سے بالاتر پیشگوئی چونکہ خدا کی طرف سے قبول نہیں کی جا سکتی اس لئے وہ تمام احادیث صحیحہ جن میں صراحۃً یا ضمناً پیشگوئی کی نوعیت پائی جاتی انہیں ادارہ تحقیقات رد کر دیتا ہے۔ (ملاحظہ ہو فکر و نظر جلد ۱ ش ۵ ص ۱۹)

۲- وحی اور نبی | وحی اور نبی کے بارے میں ادارۂ تحقیقات کی جانب سے یہ فیصلہ دیا جاتا ہے کہ:

"وحی ہو یا نبی کا عمل، وہ تاریخ کے ان واقعات سے بے نیاز نہیں ہو سکتے جو فوری طور پر انہیں پیش آتے ہیں، چہ جائیکہ وہ خالص کلیات کے استنباط کیطرف توجہ دے سکیں۔" (جلد ۱ ش ۱ ص ۱۵)

۳- قرآن و سنت | قرآنی اور نبوی فیصلوں کے بارے میں ادارۂ تحقیقات اسلامی کی عدالت عالیہ سے فیصلہ صادر ہوتا ہے۔ کہ:

۴- قانون نہیں، ایک گونہ نظیر | "اس قسم کے واقعات کو جن میں قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی فیصلہ فرمایا۔ نبی کا معیاری نمونہ اور ایک گونہ نظیر تو سمجھا جا سکتا

ہے، اسے متشددانہ طور پر حرف بحرف قانون کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔" (فکر و نظر جلد ۱ ش ۱ ص۳۱)

۵۔ قرآنی احکام زمانۂ نزول کیساتھ خاص تھے۔ "خود قرآن مجید میں بھی اسلامی تعلیمات کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے، جس کا تعلق عام قانون سازی سے ہے، لیکن خود قرآن مجید کا قانونی یا قانون نما حصہ" اپنی اس حیثیت کو پورے طور پر واضح کر دیتا ہے، کہ اس کا تعلق خاص حالات و کوائف سے ہے۔" (بعد کی امت ان سے فارغ۔) (حوالہ مذکور ص۳۶)

۶۔ نصوص شرعیہ "نصوص قرآن کو اجتہاد کی زد میں لایا جا سکتا ہے، اور بدلا جا سکتا ہے، ورنہ معدودے چند امور کو چھوڑ کر جو بالکل موجودہ زمانے کی پیداوار ہیں۔ قرآن و سنت کی کوئی نہ کوئی نص ہر بات کے لئے موجود ہے۔" (اب اگر پابند نصوص کو لازمی نظریہ کے طور سے تسلیم کر لیا جائے تو بیچارے "ماڈرن اسلام" کو ہمیشہ نو بنو اور تازہ بتازہ شکلیں کہاں سے ملیں گی، اور نامور غیر مسلم محقق جی فان گروم بون" کی روح کیسے خوش ہوگی۔) (فکر و نظر جلد ۲ ش ۴ ص۲۳۳)

۷۔ ابدیت قرآن "درحقیقت ابدیت ان علل اور غایات کو حاصل ہے جو قرآنی احکام کی تہ میں ہیں، اور جو ہمیشہ قرآن سے صراحۃً یا کنایۃً یا سیاقاً، اخذ کی جا سکتی ہیں۔" (حوالہ بالا ص ۲۳۷)

"نصوص قرآن پر، تبدیلی کئے بغیر، اڑے رہنے سے ان کی علت غائی اور مقصد حقیقی کا فوت ہو جانا یقینی ہے۔" (فکر و نظر جلد ۱ ش، ص۳۳)

۸۔ نسخ قرآن قدامت پسندوں کی اصطلاح میں جس طرح دور نبوی میں ناسخ و منسوخ کا سلسلہ جاری تھا، ضروری ہے کہ اب بھی جاری رکھا جائے۔ ورنہ کیا تاریخ کے حالات منجمد کر دے جائیں گے؟" ملخصاً (فکر و نظر جلد ۱ ش، ص۳۳، جلد ۲ ش ۲ ص۲۳۰)

۳ — مقام نبوت

اب ذرا اس طرف توجہ فرمایئے کہ ادارۂ تحقیقات اسلامی کے "ماڈرن اسلام" میں ذات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مرتبہ ہے، سنت نبویہ کی کیا حیثیت ہے۔ اور احادیث مقدسہ کی کیا پوزیشن ہے۔؟

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شارع ہونے کا تصور قرون وسطیٰ کی رنگ آمیزی ہے۔ "اگر ہم آنحضرت کی سیرت کو اس رنگ آمیزی سے

الگ کر کے دیکھیں جو عہد وسطیٰ کے فقہاء نے پیش کی ہے، تو ہمیں یقینی طور سے ایسا کوئی رجحان نظر نہیں آتا کہ رسول اپنے وسیع ترین مفہوم میں صرف ایک قانون ساز تھے: جو انسانی زندگی کی تمام تفصیلات یعنی انتظامی معاملات بلکہ خالص مذہبی مراسم" تک مہیا کر رہے تھے" (فکر و نظر جلد ۸ش، صفحہ۱۶)

۲۔ نبی نہیں بلکہ اخلاقی مصلح | "درحقیقت جو شہادت موجود ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت "اساسی طور" سے بنی نوع انسان کے "اخلاقی مصلح" تھے۔ (یعنی آپؐ کی اساسی حیثیت نبی کی نہیں بلکہ اخلاقی مصلح کی تھی۔) (حوالہ بالا)

۳۔ وقتی فیصلے | وقتاً فوقتاً کچھ انفرادی فیصلوں کو چھوڑ کر جن کی حیثیت "محض ہنگامی واقعات" کی ہوتی تھی۔ آپؐ نے اسلام کی ترقی کے لئے بہت کم ہی عام قانون سازی کی طرف توجہ فرمائی" (حوالۂ بالا)

۴۔ اصطلاحی قانون ساز نہ تھے۔ | "ابتدائی اسلامی روایات سے یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم آج کل کی اصطلاح کے مطابق وسیع معنوں میں ایسے قانون ساز نہیں کہ دین و دنیا کی ہر بات کے لئے آپؐ قانونی تفصیلات مرتب فرماتے ہوں" (جلد ۸ش ا صفحہ۱۷)

۵۔ اور قومی ریاست، قیاس کہتا ہے۔ | "قیاس یہ کہتا ہے کہ آنحضرت جو وقت، وفات تک اہل مکہ اور عرب کی اخلاقی اصلاح کی شدید جد و جہد میں مصروف اور اپنی "قومی ریاست" کی تنظیم میں مشغول رہے۔ ان کو اتنا وقت ہی کہاں مل سکتا تھا کہ وہ زندگی کی جزئیات کے لئے قوانین مرتب فرماتے" (فکر و نظر جلد ۸ش ا صفحہ۱۸)

۶۔ زبردست شہادت | "اس امر کی کہ نبوی فیصلے قانون کا درجہ نہیں رکھتے بلکہ صرف ایک گونہ نظیر ہیں۔ جنہیں ہر طرح بدلا جا سکتا ہے۔ ایک زبردست شہادت یہ ہے کہ اوقات نماز اور ان کی جزئیات کے بارے میں آنحضرت نے امت کیلئے کوئی غیر لچکدار اور جامد انداز نہیں چھوڑا" (یعنی اوقات نماز کو بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔) (حوالۂ بالا)

۷۔ بڑی بڑی پالیسیاں | "محض مذہب یا حکومت سے تعلق رکھنے والی بڑی بڑی پالیسیوں کو طے کرنے یا اہم اخلاقی اصولوں کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے ہی میں آنحضرت نے کوئی اقدام فرمایا ہے" (حوالۂ بالا)

۸۔ وہ بھی صحابہ کے مشورہ سے | "لیکن اس کے لئے بھی آپ اکابر صحابہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ یعنی ان کا مشورہ تنہائی میں یا پبلک میں حاصل کر لیا جاتا تھا" (حوالۂ بالا)

ان تمام فرضی مقدمات کا نتیجہ ظاہر ہے، کہ اسلام میں خالص وحی الہٰی کے فیصلوں کا سرے سے وجود ہی نہیں، کیونکہ اول تو آپ کو قومی ریاست کی تنظیم کے دھندوں سے (معاذ اللہ) فرصت ہی کہاں تھی کہ اسلام کی ترقی کے لئے آپ کچھ اصول و فروع کی تشریح فرماتے اور پھر جو بڑی بڑی پالیسیاں یا اہم اخلاقی اصول آپ نے طے فرمائے ہیں، وہ وحی الہٰی اور فراست نبوت سے نہیں بلکہ سب کے سب صحابہ کرام کے نجی یا پبلک مشورہ سے فرمائے، مزید براں یہ کہ وہ بھی محض وقتی اور ہنگامی تھے، اس لئے بعد کی امت ان کی مکلف نہیں، ہم آگے چل کر بتلائیں گے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے اسی عقیدہ کے بارے میں فرمایا، لعنۃ اللہ وملائکتہ والناس اجمعین علی ھذہ العقیدۃ الباطلۃ (اس عقیدہ باطلہ پر خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت، اور تمام انسانوں کی لعنت)

۴ــ سنّتِ نبویؐ

سنت نبوی علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام کے بارے میں ادارۂ تحقیقات اسلامی نے وقتاً فوقتاً جو فتاویٰ صادر فرمائے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ :

الف ــ "سنت نبویؐ کوئی متعین چیز نہ تھی، نہ اس نے انسانی زندگی کی کوئی تفصیلی راہنمائی کی جیسا کہ عہد وسطیٰ کے اسلامی لٹریچر (حدیث و فقہ) سے سمجھ میں آتا ہے۔" (جلد ۱ ش ۱ صـ۱۷)

ب ــ "سنت صرف کسی خاص جہت کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ منضبط قوانین کا کوئی سلسلہ پیش نہیں کرتی۔" (جلد ۱ ش ۱ صـ۱۹)

ج ــ "پہلے سے فیصلے تیار کر لینے کا اصول رسول کی اجمالی تعلیمات کے خلاف ہے۔" (حوالۂ بالا)

(شاید رسول کی مخالفت ہی کے جذبہ سے ادارۂ تحقیقات جامع کتاب مرتب کرنا چاہتا ہے۔)

د ــ "سنت ایک عمومی محیط تصور اور تعاملی اصطلاح ہے۔ (جلد ۱ ش ۱ صـ۱۱)

ہ ــ "سنت کے مشمولات کا بڑا حصہ ماقبل اسلام کے رسوم و رواج کے تسلسل پر مشتمل ہے جس میں عربوں کا بڑا حصہ ہے۔" (جلد ۱ ش ۱ صـ۱۱)

و ــ "سنت کا ایک بڑا حصہ قدیم فقہائے اسلام کے "آزادانہ غور و فکر" کا نتیجہ ہے۔ (حوالۂ بالا)

ز ــ "قدیم فقہاء نے سنت میں بیرونی عناصر کو بھی سنت میں شامل کر دیا جو یہودی روایات اور بازنطینی و ایرانی انتظامی معاملات سے ماخوذ تھے۔ (جلد ۱ ش ۱ ص)

ح ــ "سنت کا اطلاق صدر اول میں سنت نبویؐ پر ہی ہوتا تھا، تاہم مسلمانوں کا عمل سنت نبویؐ کے تصور سے الگ نہ تھا بلکہ اسی میں داخل تھا۔ (جلد ۱ ش ۱ ص ۲۵)

ط ــ "صدر اول کی سنت کا مجموعہ بڑی حد تک مسلمانوں ہی کا پیدا کردہ تھا۔ (اسلام مخلوق مسلمانان ہے) (حوالۂ بالا)

ی ــ "سنت کی تخلیق۔ پیدائش۔ کا ذریعہ شخصی اجتہاد تھا۔ (حوالۂ بالا) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باقی آئندہ